

قطبہ

عربی زبان و ادب کی اہمیت

مولانا ولی خان المظفر (مدیر "الفاروق" عربی)

عربی زبان و ادب کی اہمیت، منفعت اور افادیت صرف اہل علم اور عام مسلمان ہی کے لیے نہیں بلکہ عام انسان کے لیے بھی واضح ہے۔ اس لیے کہ عربی زبان بطور "زبان" کے پوری دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہے، عرب لیگ میں شامل خود عربوں کے ۲۲ ممالک کے علاوہ عالم اسلام کے اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی عربی زبان بقدر کفایت جانتے ہی ہیں۔ نیز عرب دنیا کے اپنے ذرائع ابلاغ کے ساتھ ساتھ دنیا کے بیشتر ممالک میں عربی زبان میں ابلاغیات کا باقاعدہ اہتمام ہے۔

جبکہ عربی زبان بطور ادب و ثقافت کے تو شاید کائنات کے تمام زبانوں سے کہیں زیادہ ادبی ذخیرہ سے مالا مال ہے اور کیوں نہ ہو، حالانکہ اس کو تمام انبیاء و رسل کی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کو تمام کتب ساویہ بشمول قرآن کریم کے ظرف ہونے کا افتخار و اعزاز حاصل ہے۔ سابق مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

"روایات اس پر متفق ہیں کہ ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے جو زبان جنت میں بصورت "تعلیم اسماء" سکھائی گئی تھی، وہ عربی تھی، اور اسی زبان کو وہ دنیا میں بولتے تھے، انسان سے پہلے اس دنیا میں جنات کے درمیان کوئی دوسری زبان ضرور رائج ہوگی، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ انسان کی سب سے پہلی زبان عربی ہے، ظاہر روایات سے فرشتوں کی زبان کا بھی عربی ہونا معلوم ہوتا ہے۔"

امام جلال الدین سیوطی نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین پر جتنی کتابیں نازل ہوئی تھیں وہ سب عربی میں تھیں، ان انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کتابوں کا ترجمہ اپنی اپنی قوموں کی زبانوں میں کر دیا تھا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ تو فرمایا گیا ہے کہ ہر نبی کو قوم کا ہم زبان بن کر بھیجا گیا ہے۔ "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ" لیکن یہ نہیں فرمایا کہ وہ آسمانی کتابیں بھی اسی قوم کی زبان میں تھیں، اس قسم کی روایات سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ جس طرح ہر حکومت کی اپنی دفتری زبان ہوتی ہے اور اسی میں فرامین جاری ہوتے ہیں، اسی طرح حکومت الہیہ کی دفتری اور سرکاری زبان عربی ہے، انسان کو سب سے پہلے جنت میں یہی زبان سکھائی گئی، دنیا میں سب سے پہلے انسان نے اسی زبان کو استعمال کیا اور عالم آخرت، برزخ، محشر اور جنت کی زبان بھی یہی عربی ہوگی، اسی عربی زبان میں تمام آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت اور اس کی وسعت و سہولت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زبان کا انتخاب ہی اسی لیے فرمایا تھا کہ وہ کل دنیا کی زبانوں کے مقابلے میں ہر حیثیت سے بہتر اور افضل ہے۔

اللہ جل شانہ نے عربی زبان کو انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے بلکہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے پیدا فرمایا تھا دوسری زبانیں طوفان نوح علیہ السلام کے بعد دنیا میں رائج ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کا عربی زبان میں ہونا اس بات کی سب سے بڑی شہادت ہے کہ عربی زبان ہی سب سے پہلے پیدا کی گئی تھی۔۔۔۔۔ (مقدمہ ۱، ص ۱۳-۱۴-۱۵)

قرآن وحدیث اور اس کے متعلقہ دیگر علوم و فنون کی عربیت کے علاوہ بہت سے دنیوی علوم و فنون کے اصل مصادر و مراجع کا بڑا حصہ عربی زبان ہی میں ہیں۔ مثلاً علم ہندسہ، جغرافیا، قرض الشعر، فلکیات، تاریخ وغیرہ وغیرہ۔

پھر معاصر دنیا میں سمعی و مرئی و قلمی میڈیا نے عربی زبان کے زمانہ قدیم کی اصطلاحات، محاورات، ضرب الامثال اور لغات و مفردات کو از سر نو زندہ و جاوید کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب دنیا کی سوتی عربی اور اہل علم و فضل کی عربی میں خاصا فرق ہے، مگر مجلات و جرائد، صحائف و اخبارات، مواعظ و خطبات درس و تدریس، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں فصیح عربی ہی بولی اور سمجھی جاتی ہے، چنانچہ جب بھی آپ کسی سوتی عربی سے بات کرتے ہوئے اس کو ”عامیہ“ سے فصیحی پہ لانا چاہیں، تو ان سے کہہ دیں ”یا شیخ تکلم بالفصحی“ تو وہ فوراً فصیح لغت پر آجائے گا۔ حتیٰ کہ دنیا کے تمام براعظموں کی مشہور و معروف جامعات، کلیات اور دانش گاہوں میں عربی زبان کے شعبے اور ڈپارٹمنٹ اسی مقصد کے لیے چلائے جا رہے ہیں تاکہ انسانیت اپنی اس عظیم عربی ورثے کے توسط سے باہمی ارتباط قائم رکھ سکے۔ دنیا کی بین الاقوامی تسلیم شدہ زبانوں (عربی، انگریزی، روسی، چینی، فرانسیسی) میں سب سے زیادہ افرادی قوت بھی عربی زبان کو حاصل ہے۔ مسلمانوں کی عظیم الشان علمی، سیاسی اور تمدنی تاریخ کی وجہ سے دنیا کی ان چار بڑی زبانوں نے بھی عربی زبان سے کافی استفادہ کیا ہے، صرف انگریزی زبان میں دس ہزار عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

عربی زبان کی وسعت کا اندازہ آپ اس سے لگائیے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ، حدیث و تفسیر کے ساتھ عربی ادب و شاعری کے بھی امام تھے، فرماتے ہیں: ”عربی وسیع ترین زبان ہے اور اس کے تمام لغات کا احاطہ نبی کے سوا کسی عام انسان کے بس کام کام نہیں ہے“ نیز علامہ سیوطی نے عربی زبان کی تعلیم و تعلم کو فرض قرار دیا ہے“ (حوالہ سابقہ)۔

مسلم و غیر مسلم کی تفریق کے بغیر ایک عام آدمی کے لیے عربی کی یہ اہمیت افادیت اور منفعت بیان کی گئی۔ اہل اسلام کے لیے عربی زبان کس قدر ضروری ہے اس کے لیے محدث العصر حضرت علامہ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا قدرے طویل اقتباس پیش خدمت ہے:

”اسلام اور عربی زبان کا جو باہمی محکم رشتہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اسلام کا قانون عربی زبان میں ہے۔ اسلام کا آسمانی صحیفہ۔ قرآن حکیم۔ عربی زبان میں ہے۔ اسلام کے پیغمبر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان عربی ہے۔ حضرت رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام تر تعلیمات، ہدایات اور ارشادات کا پورا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔

اسلام کی اہم ترین عبادت صلوٰۃ (نماز) جس کو روئے زمین کے تمام مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں روزانہ پانچ وقت پڑھتے ہیں وہ عربی زبان میں ہے۔ یہ نماز ہی توحید اسلام کا اعلیٰ ترین مظہر اور دین اسلام کی بنیادی عبادت ہے۔ پھر ہفتہ واری اسلام کا پیغام۔ جمعہ کا خطبہ۔ عربی زبان میں ہے۔ سال میں دو مرتبہ عمومی و اجتماعی پیغام۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا خطبہ۔ تمام دنیا میں عربی زبان میں پڑھا جاتا ہے۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی رہنمائی کے لیے جو عجیب و غریب اذکار و دعائیں صبح سے شام تک ہر محل اور ہر موقع اور ہر کام کے لیے تلقین فرمائی ہیں عبد و معبود کے درمیان تعلق و رابطہ پیدا کرنے یا اس رشتہ کو مضبوط کرنے کے لیے جن سے زیادہ موثر اور کوئی تدبیر نہیں ہے وہ سب عربی میں ہیں۔ بارگاہ قدس رب العالمین اور تجلیات الہیہ کا سرچشمہ جس سر زمین میں واقع ہے مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً و تکریماً و مہابۃً۔ وہ عرب ہے اور وہاں کے باشندوں کی زبان عربی ہے۔

سید الکونین رسول الثقلین حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقامت گاہ اور دارالہجرت جس سر زمین مقدس میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ زادھا اللہ تعالیٰ نوراً و طیباً۔ وہ عرب ہے اور اس کے بسنے والوں کی زبان بھی عربی ہے۔ مکہ معظمہ جس طرح عدنانی عرب کا مرکز تھا اسی طرح ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ قحطانی عرب کا مرکز بن گیا اور ان دونوں مرکروں کی زبان اور تہذیب عہد قدیم سے آج

تک عربی ہے۔ دونوں قوموں عدنائی اور قحطانی عربوں کا سرمایہ تاریخ و ادب عربی زبان میں ہے۔ قرآن کریم اور اسلام کے پہلے مخاطب جزیرۃ العرب میں بسنے والی پوری آبادی عرب ہے۔ جزیرۃ العرب سے باہر اسلام کے دواہم ترین مرکز عراق و شام ہیں۔ دونوں ملک عربی زبان اور تہذیب کا گہوارہ تھے اور ہیں۔

مصر، لیبیا، سوڈان، مغربی افریقہ، الجزائر، تونس اور مراکش وغیرہ سب عربی بولنے والوں کے مرکزی مقامات ہیں اور شمالی افریقہ کی اکثریت کی زبان بھی عربی یا بگڑی ہوئی عربی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے زمرہ میں شامل عرب فاتحین جو اسلامی فتوحات کے سلسلہ میں سندھ و ہند، افغانستان و بخارا سے لے کر اسپین تک نہ صرف پھیل گئے بلکہ ان ملکوں میں بس بھی گئے تھے ان کے ذریعہ ان ملکوں میں بھی عربی زبان پہنچ گئی تھی چونکہ ان ملکوں کے تمام مسلمان قوموں کا دینی سرمایہ عربی زبان میں تھا اس لیے ان ملکوں کی بھی دینی اور مذہبی زبان عربی بن گئی۔

چنانچہ نہ صرف یہ کہ ان ممالک اسلامیہ میں لائق فخر عربی داں پیدا ہوئے بلکہ عجی ممالک کے ان مراکز سے بھی عربی کے وہ سرمایہ ناماہرین و موجدین علوم و فنون پیدا ہوئے جن کی نظیر کا دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ ان ہی عجی علماء کی بدولت عربی علوم میں صرف و نحو، معانی بیان، بدیع، لغت عربی، رسم الخط، علم الاہتقاق، عروض و قافیہ اور شعر و ادب اور دیگر اسلامی علوم زندہ و تابندہ ہیں۔ تفسیر و اصول، تفسیر حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، عقائد و توحید، کلام اور آلہ علوم۔ منطق، فلسفہ ہیئت ریاضی وغیرہ علوم کا سارا ذخیرہ عربی زبان میں ڈھل گیا۔ اور نہ صرف یہ، بلکہ عربی زبان کے حقائق فقہ و لغت کی باریکیاں اور حیرت انگیز لسانی خصوصیات عربی تلفظ کی صحت و سہولت کے قواعد و ضوابط اور لسانی حسن و جمال کی نیرنگیاں وغیرہ وہ علمی سرمائے ہیں کہ عربی کے علاوہ دنیا کی اور دوسری زبانوں میں ان کا پتہ تک نہیں ہے۔

الغرض دینی علوم ہوں یا اسلامی تاریخ، وحی الہی کا منبع ہوں یا تعلیم و تربیت نبویؐ کا سرچشمہ، اتحاد اسلامی کا عظیم مقصد ہو یا بین المملکتی سیاسی مفاد و مصالح ہر لحاظ سے اور ہر حیثیت سے عربی زبان کی اہمیت سے انکار جنون کے مرادف ہے۔

عصر حاضر میں بھی صحرائے عرب میں جزیرۃ العرب کے اندر اور جزیرۃ العرب کے باہر اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت سے جو زریں سبیل، پیروں اور دوسرے معادن کے ایلٹے ہوئے چشمے نمودار ہو گئے ہیں انھوں نے ان بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں عرب اقوام کی عزت و مجد اور عظمت و ثروت کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا ہے کہ آج روس و امریکہ فرانس و برطانیہ جیسے اعداء اسلام بھی اپنے اقتصادی و سیاسی مفاد و مصالح کی خاطر ان بدویوں کی خوشامد پر اس کے لیے عربی زبان سیکھنے اور بولنے پر مجبور ہو گئے ہیں اسی لیے تمام یورپین ممالک کے لیے عربی زبان و ادب کی درس گاہیں کھولنا اور ان کو فروغ دینا ناگزیر ہو گیا ہے (عراق کی موجودہ اور سابقہ جنگیں بھی اسی زریں سبیل ہی کے لیے ہیں)۔ کویت کا صحرا آج وہ دولت و ثروت اگل رہا ہے جس کی بدولت انگلستان کی باغ و بہار قائم ہے۔ اگر آج کویت کی دولت انگلستان کے بینکوں سے نکال لی جائے تو برطانیہ کا دیوالیہ نکل جائے۔ غرض جس طرح عہد ماضی میں روحانی ہدایت کے سرچشمے صحرائے عرب سے پھوٹے آج بالکل اسی طرح مادی دولت و ثروت کے سرچشمے بھی اسی سرزمین سے ابل رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ دین ہو یا دنیا و حانیت ہو یا مادیت ہر جہت اور حیثیت سے عربی زبان دنیا کی تمام قوموں کے لیے اپنی غیر معمولی اہمیت کی بناء پر قابل توجہ بنی ہوئی ہے۔

عربی زبان سیکھنے کے لیے جہاں تک معمولی نوشت و خواند کا تعلق ہے صرف تین چار ماہ کا عرصہ کافی ہے۔ ہاں عربی زبان و ادب کی مہارت اور لسانی علوم و فنون، صرف و نحو، معانی بیان و بدیع اور قرآنی اعجاز کے حقائق تک پہنچنا تو اس کے لیے بیشک عمریں درکار ہیں۔“

(ماہنامہ بینات، محرم ۱۳۸۶ھ)

رہی بات اہل اسلام میں طبقہ علماء، مجتہدین، مفتیین اور خواص کی، سو اس حوالے سے محققین اہل سلف کے کچھ اقوال درج کیے جاتے ہیں تاکہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی صعوبت نہ رہے۔

☆ خلیفہ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تعلّموا العربیة فانہا من دینکم.....“ (ایضاح الوقف والابتداء: ۱۵/۱)

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنے ایک مکتوب میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”امابعد، فتفقهوا فی

السنة، وتفقهوا فی العربیة، وأعرّوا القرآن فانہ عربی“۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ۲۰۷)

☆ تفسیر قرطبی میں ہے کہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی شریف میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص نے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سورہ توبہ کی اس آیت ”إِنَّ اللَّهَ بِرَبِّنِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ“ کے آخر میں ”ورسولہ“ کے بجائے ”ورسولہ“ پڑھ دیا۔ جس کا معنی بالکل کچھ سے کچھ ہو گیا۔ معنی تھا: ”بے شک اللہ جل شانہ مشرکین سے الگ (بیزار) ہے اور اس کا رسول بھی“ اب بکسر اللام پڑھنے کی صورت میں نعوذ باللہ تعالیٰ معنی ہوگا: ”اللہ جل شانہ مشرکین سے اور اپنے رسول سے بیزار ہیں“ جو خطا فحش غلطی ہے ہی، قصد اکفر تک لے جانے کا باعث بھی ہے۔ مختصر یہ کہ اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا مشہور قول فیصل فرمان جاری فرمایا کہ ”لَا يُقْرَأُ الْقُرْآنُ إِلَّا عَالِمًا بِاللُّغَةِ“ (مقدمہ تفسیر قرطبی ص ۲۰) کہ قرآن کریم پڑھانے والا لغت عربی کے قواعد و ضوابط سے آگے خبر ہے تو اس سے تعلیم قرآن کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اب ذرا اپنے ماحول پر نظر دوڑائیے کہ ہمارے یہاں قارئین و مفسرین قرآن کریم تو درکنار مفسرین قرآن کریم (بلکہ صحیح معنوں میں مفسرین) ایسے بہت سے ہیں جو بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عربی زبان و ادب سے بالکل عاری ہوتے ہیں۔ حضرت امام دارالہجرہ فرماتے ہیں: ”لَا تُوتَى بِرَجُلٍ غَيْرِ عَالِمٍ بِلُغَةِ الْعَرَبِ يَفْسِرُ كِتَابَ اللَّهِ لِإِجْمَاعِهِ نِكَالًا“ (الإتقان فی علوم القرآن للسيوطي: ۱۷۹/۱) زرکشی کا بھی اسی طرح کا ایک قول ہے دیکھیے (البرهان فی علوم القرآن للزرکشی: ۱/۲۹۲) جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بغير علم فليتبوأ مقعده في النار۔ (ابوداؤد، بحوالہ الإتقان: ۱۷۹/۲) گویا علمی استعداد کے بغیر قرآن کریم کے متعلق رائے زنی کرنے والا اپنا گھکانا جہنم میں بننا رہا ہے۔

☆ ابو الزناد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ: ”ما تزدق من تزدق بالمشرك إلا جهلاً بكلام العرب“ (المدخل إلى العربیة)

یعنی مشرق میں جتنے زناد قہ پید اہوئے وہ عربی زبان و ادب سے ناواقفیت کی بناء پر پیدا ہوئے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ”لَا يُقْبَلُ الرَّجُلُ بِنَوْعٍ مِنَ الْعُلُومِ، مَا لَمْ يَزِنْ عِلْمُهُ بِالْعَرَبِيَّةِ“ یعنی

قبولیت فی العلم کے لیے عربی سے لگاؤ ضروری ہے۔ نیز ان کا ارشاد ہے: ”أَنْفَقْتُ فِي الْحَدِيثِ أَرْبَعِينَ أَلْفًا، وَفِي الْأَدَبِ سِتِينَ أَلْفًا، وَلَيْتَ مَا أَنْفَقْتُهُ فِي الْحَدِيثِ، أَنْفَقْتُهُ فِي الْأَدَبِ، قِيلَ لَهُ: كَيْفَ؟ قَالَ: لِأَنَّ الْخَطَأَ فِي الْأَدَبِ يُوْدَى إِلَى الْكُفْرِ“ یعنی حدیث کی تحصیل میں چالیس ہزار درہم خرچ کیے، اور ادب کی تحصیل میں ساٹھ ہزار مگر پھر بھی فرماتے ہیں کہ کاش جو کچھ میں نے علم حدیث کے حصول میں خرچ کیا وہ علم ادب ہی کے حصول میں خرچ کرتا۔ کیوں کہ عربی ادب کی غلطیاں اہل علم کے لیے مفضیٰ الی الکفر ہیں، سبحان اللہ (سابق حوالہ)۔

☆ امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے ”فاطر السماوات والأرض“ کا معنی نہیں معلوم

تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک عربی خاتون کو ”أنا فطرته“ کہتے ہوئے سنا، پوچھنے پر اسی نے بتایا ”ہی ابتداء“ اسی لیے آپ نے فرمایا: ”إِذَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ، فَابْتَغُوهُ فِي الشَّعْرِ، فَإِنَّهُ دِيْوَانُ الْعَرَبِ“ کہ جب بھی تم پر قرآن کریم کے کسی لفظ کا معنی مخفی رہے، تو اس سے عربی شاعری میں تلاش کرو، کیوں کہ شعر عربی زبان کا مستند ماخذ ہے۔ آپ جب تفسیر پڑھاتے پڑھاتے آکتا جاتے تو نشاط کے لیے

فرماتے: ”ہا تو نونی دیوان الشعراء“ اور پھر اسے پڑھتے اور پڑھواتے۔ (الإحكام في أصول الأحكام للآمدی: ۱/۵۱)۔

☆ حضرت شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان و ادب اور اسلامی عقائد کے درمیان اعضاء جسمانی کے جوڑوں و مفاصل کے ارتباط کی طرح مضبوط ربط کا کلام فرمایا ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: ۱۲۴)

☆ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث کے علوم بقدر کفایت حاصل کرنا فرض ہے اور چونکہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کے لیے عربی زبان و ادب بطور مفتاح و کنجی ہے اس لیے عربی زبان و ادب کی تحصیل بھی فرض ہے ”وما لایتم الواجب إلا به فهو واجب“ (المحصول فی علم اصول الفقہ للرازی: ۱/۲۷۵)

☆ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان و ادب کے نابغہ روزگار ماہر تھے ان کا ارشاد ہے: ”ما أردت بها“ یعنی العربیة“ إلا الاستعانة علی الفقہ“ (سیر أعلام النبلاء للذهبی: ۱/۷۵)۔

☆ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”من یحسن أن یتکلم بالعربیة، فلا یتکلم بالعجمیة فإنه یورث النفاق“ او ”من کان یحسن أن یتکلم بالعربیة، فلا یتکلم بالفارسیة فإنه یورث النفاق“ (مستدرک الحاکم: ۴/۷۸) یعنی جو شخص اچھی طرح عربی زبان میں تکلم پر قادر ہو تو وہ عربی ہی میں بات کیا کریں تاکہ اعلیٰ زبان وثقافت کے مضمر اثرات سے محفوظ رہے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”أنا أفصح العرب یدأني من قریش“ یعنی میں فصیح ترین عربی ہوں اس لیے کہ میں قریشی ہوں۔

نیز بعض محققین نے اس سے نصف علم قرار دیا ہے ”معرفة مفردات اللغة نصف العلم. لأن كل علم تتوقف إفادته واستفادته علیها، وحكمه: أنه من فروض الكفایات..... لأن به تُعرف معاني ألفاظ القرآن والسنة، ولا سبيل إلى إدراك معانيهما إلا بالتبحر في علم هذه اللغة“ اور اسی بناء پر کہا گیا:

حفظ اللغات علینا۔ فرض كحفظ الصلاة

فليس یحفظ دین - إلا یحفظ اللغات

(مقدمہ القاموس المحيط للفیروز آبادی)

☆ علامہ ابن نجفی نے فرمایا: جس کا مفہوم یہ ہے کہ اکل اجتہاد و فتاویٰ کہلانے والا اگر لغت عرب سے ناواقف ہوگا تو وہ ”أضل وأضل“ کا مصداق بن جائے گا (الخصائص: ۳/۲۴۵)

☆ مفسر قرآن کے لیے عربی زبان و ادب کی اہمیت و فرضیت کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم رقمطراز ہیں: ”نمبر ۵ لغت عرب۔ قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لیے تفسیر قرآن کے لیے اس زبان پر ”مکمل“ عبور حاصل کرنا ضروری ہے (بد قسمتی سے اور تو اور ہمارے عربی مدارس میں بھی قرآن کریم کے تفسیری اسباق اکثر و بیشتر ایسے اساتذہ کے سپرد کیے جاتے ہیں جو نحو و صرف اور عربی ادب میں زیر و بیرو ہیں ہی دیگر علوم و فنون میں بھی ید طولی کے مالک نہ ہوں)۔ مستثنیات کی بات الگ ہے قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے پس منظر میں چونکہ کوئی شان نزول یا کوئی اور فقہی یا کلامی مسالہ نہیں ہوتا اس لیے اُن کی تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ و تابعینؓ کے اقوال منقول نہیں ہوتے، چنانچہ ان کی تفسیر کا ذریعہ صرف ”لغت عرب“ ہوتی ہے اور لغت ہی کی بنیاد پر اس کی تشریح کی جاتی ہے، اس کے علاوہ اگر کسی آیت کی تفسیر میں کوئی اختلاف ہو تو مختلف آراء میں محاکمہ کے لیے بھی علم لغت سے کام لیا جاتا ہے“ (مقدمہ معارف القرآن: ۱/۵۱)۔

☆ بعض لوگ فارسی کی اہمیت کے لیے نہیں بلکہ عربی کی اہمیت کم کرنے کے لیے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و علی اصحابہ کے فتویٰ جواز صلاۃ بالفارسیہ سے بارد استدلال کرنے میں نہیں تھکتے اور فارسی کو اردو اور انگریزی اور دیگر زبانوں کے لیے بھی بطور مقیس علیہ کے پیش کرتے ہیں۔ فیاسبحان اللہ۔ ایسے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ جہاں جہاں جواز صلاۃ بالفارسیہ کا حضرت امام صاحب کا قول منقول ہے وہیں پر آخر میں ان کا رجوع بھی منقول ہے۔ نیز حضرات فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے حضرت کے قول کی تشریح اس طرح کی ہے: ”الخلاف فیما إذا جرى على لسانه من غير قصد، أما من تعمد ذلك فيكون زنديقاً أو مجنوناً، فالمجنون يُداوى والزنديق يُقتل“ (فتح القدیر: ج ۱، ص ۲۲۹، المکتبۃ الرشیدیہ کونست)

لطیفہ: عالم جلیل حضرت ابو بکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کسی مفسد قسم کے شخص نے حضرت سے فتویٰ طلب کیا کہ اس زمانے میں تعلیم و تعلم عربی زبان میں طلبہ پر نہایت شاق ہے، عربی کے بجائے کیا ہم فارسی میں تعلیم بچوں کو دلا سکتے ہیں؟ محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے پیامبر سے فرمایا کہ آپ جائیے ہم سوچ بچار کر کے جواب دیں گے۔ پھر آپ نے اس شخص (عالم) کے متعلق معلومات کیں، پتہ چلا کہ مذہب و مسلک اور فکر و نظریہ کے لحاظ فساد کا شکار ہے اس لیے اس قسم کا استفتاء ارسال کیا ہے تو آپ نے اپنے ایک خادم کو خبر دیا اور فرمایا کہ جا کر ایسے شخص کو قتل کر دو اور اگر کوئی روکنے کی کوشش کرے تو بتانا کہ محمد بن فضل نے حکم کیا ہے تو اس خادم نے جا کر اسے قتل کر دیا، پولیس نے تحقیقات کی اور قضیہ حاکم بلد کو پیش کر دیا، حاکم نے حضرت امام ابو بکر محمد بن فضل کو بلاوا بھیجا، حضرت حاضر ہوئے اور ماجری سنا کر فرمایا: ”إن هذا كان يريد أن يُبطل كتاب الله تعالى۔ فخلع له الأمير و جازاه بالخير“ یعنی یہ شخص کتاب اللہ کا بطلان کرنا چاہتا تھا اس لیے میں نے اسے قتل کروایا اور بطلان کی تفصیل قرآن کی عربیت اور اس کی تیسیر کی بتائی ہوگی جبکہ ان مفسد و مبطل معلم کا کہنا تھا کہ عربی میں تعلیم طلبہ پر شاق ہے۔ بحر حال حاکم نے سزا کے بجائے حضرت شیخ کو انعام دیا اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔ اس سے کتاب اللہ کے متعلق عربی زبان و ادب پر غیرت آجانے کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ (فتح القدیر: ۱/۲۳۸-۲۳۹ المکتبۃ الرشیدیہ کونست) (جاری ہے)

اہم اور جدید مسائل پر مشتمل علمی تحقیق اور فکر اسلامی کا ترجمان

سہ ماہی ”المباحث الاسلامیہ“

رئیس التحریر مولانا سید نصیب علی شاہ الہامی

زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آگیا ہے۔ جس میں قابل تحقیق اہم اور ضروری مسائل پر علمی بحث اور سفارشات، ملت اسلامیہ کو درپیش جدید مسائل کا فقہی حل، سائنس اور ٹیکنالوجی کی تحقیق اور تخلیق سے پیش آنے والے مسائل کا فقہی حل، اسلامی فکر و نظر کے مختلف ضروری جہات پر مضامین کی اشاعت، سود کی آلائشوں سے پاک معیشت کے قیام کے لیے حل طلب مختلف جہات پر بحث و تحقیق اور مختلف فقہی مجالس و مذاکرات و کانفرنس کے مقالات اور علمی سفارشات شامل اشاعت ہوں گے۔

آپ خود بھی فارم رکیت پُر کر کے ممبر بنیں اور حلقہ اثر و رسوخ میں اس خالص علمی مجلہ کی اشاعت کو کامیاب بنانے کے لیے احباب و رفقاء کو بھی خریدار بنا کر اس اہم علمی خدمت میں ہمارا ساتھ دیں۔ آپ کے خالص علمی و تحقیقی مضامین فراہمی، اشتہارات، بہترین تجاویز اور قابل عمل مشوروں کا ادارہ منتظر رہے گا۔ اہل خیر زیادہ تعداد میں خرید کر بطور صدقہ تقسیم کریں۔ فی شمارہ 50 روپے اور زر سالانہ 200 روپے رقوم دستی، بذریعہ ڈاک، بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر کی شکل میں ارسال فرمادیں۔ اکاؤنٹ نمبر: 1813 - HBL حبیب بینک کئی گیٹ بنوں۔

ترسیل زر کا پتہ: دفتر سہ ماہی المباحث الاسلامیہ جامعۃ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ پوسٹ بکس نمبر 33 بنوں پاکستان

فون: 0928-310353 فیکس: 310355 ای میل: almarkazulislami@maktoob.com